Sociology & Cultural Research Review (SCRR)
Available Online: https://scrrjournal.com
Print ISSN: 3007-3103 Online ISSN: 3007-3111
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

A Research Review of Islamic Ideology in the Education and Training of Youth According to Contemporary Values

عصری اعتبارات کے مطابق نوجوانوں کی تعلیم وتربیت میں اسلامی نظریہ کا تحقیقی جائزہ

Sameena Butt
Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, Imperial College of Business Studies, Lahore
sameenababar1965@gmail.com
Dr.Taiyyiba Fatima
Assistant Professor, Imperial College of Business Studies, Lahore

ABSTRACT
Analyzing the human history, one could find out that in every era, there have been institutions of education and training in the human life system through which humans learn and acquire knowledge and arts, and in today's era, a special name among them is the institutions with an educational system. Educational institutions have not only fulfilled the truths of the contemporary world but also of the Quran and Hadith, because it is obvious that the Quran and Hadith are eternal and irreplaceable truths. At the same time, it cannot be denied that the times are constantly changing. If we study the biography of the Holy Prophet (PBUH), we will see that the Holy Prophet (PBUH) taught his companions modern sciences, that is, those sciences that are needed at that time. The proof of which is still present in the history of Islam, as the Holy Prophet (PBUH) said regarding the acquisition of modern sciences: "Acquire the knowledge of astrology so that it will be easier to find routes by land and sea." With the advent of the teacher of humanity, Hazrat Muhammad (peace be upon him), and the blessings of his command, sciences and arts, philosophy, ideal civilization and history, and science and technology began, and the world entered a new era in terms of scientific, cultural, and intellectual development. The Muslim Ummah remained the world's leader in education, civilization, culture, science, and technology for many centuries. But today, the Ummah has not been able to achieve this status and dignity due to being lost in differences and is suffering from global domination.

***Keyword**: Modern Education, Positive Effects, Negative Effects, Views, Ideas, Benefits, Results.*

تعارفِ موضوع

دنیا ترقی کی منازل طے کر رہی مگر افسوس کہ مسلمان نوجوان نسل کو اس وہم میں مبتلا کر دیا گیا ہے کہ جدید تعلیم، ٹیکنالوجی پر مشتمل تعلیم وتربیت جائز نہیں اور نبی کریم ﷺ کی سیرت اور ان کے نظریہ سے دور رکھا جاتا ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ نے بدر کے قیدیوں سے جدید تعلیم حاصل کرنے کا نظریہ پیش کیا۔ کیا بدر کے قیدی قرآن وحدیث جانتے تھے کہ ان سے سیکھا جاتا۔؟ ہر گز نہیں بلکہ وہ جدید علوم کے ماہر تھے ان سے وقت کے جدید علوم سیکھنا مراد تھا۔ تاریخ انسانی میں بغور دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں انسانی نظامِ حیات میں تعلیم وتربیت کے ایسے ادارے جن سے انسان سیکھتا ہے اور علوم وفنون حاصل کرتا ہے اور آج کے دور میں ان میں ایک خاص نام تعلیمی نظام کے حامل اداروں کا ہے۔ تعلیمی اداروں کی اہمیت اور معاشرے میں ان کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا تعلق نظامِ حیات میں علم کے نور سے انسانیت کو منور کرنا ہے مگر امت اختلافات میں کھو گئی۔ اور آج نظریہ پیش کیا جاتا ہے کہ جدید تعلیم جائز نہیں جبکہ دوسرا گروہ نظریہ پیش کرتا ہے کہ عین اسلام ہے۔ یہاں دونوں کے دلائل وتوجیہات پیش کروں گی تاکہ نوجوان نسل تعلیم وتربیت کے جدید میدان میں آگے بڑھ سکے۔ ذیل عصری اعتبارات کے مطابق نوجوانوں کی تعلیم وتربیت میں اسلامی نظریہ کا تحقیقی جائزہ پیش کرنے سے قبل تعلیم کا مفہوم پیش کروں گی بعد ازاں تعلیم وتربیت سے متعلق اسلامی نظریہ کا تحقیقی جائزہ پیش کروں گی۔

تعلیم وتربیت کا تعارف

تعلیم وتربیت دو الفاظ کا مرکب ہے ایک لفظ ہے "تعلیم" اور دوسرا ہے "تربیت"۔ دونوں کے بارے میں اہل علم محققین کی آراء کی روشنی میں ذیل میں تعارف پیش کرتی ہوں۔ تعلیم ان طلبا کی تعلیم ہے جو کسی اسکول میں جسمانی طور پر اسباق کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ تعلیم کے پروگرام تعلیمی نظام کے ذریعے مکمل کیے جاسکتے ہیں۔ بہت ساری یونیورسٹیوں نے تعلیم کے نظام کا اشتراک کیا ہے۔ یہاں تک کہ فزیکل جامعات کے علاوہ مکمل طور پر جامعات ہیں۔ ورچوئل کلاسز کا استعمال تعلیم کے لئے کیا جاتا ہے۔ ان جامعات کے ملازمین کے لیے تعلیم کا حصول زیادہ سہل اور سستا ہوتا ہے۔ تعلیم ایسے طلبہ کو گھر بیٹھے تعلیمی کورس مہیا کرتی ہے جو ملازمت، بیماری یا کسی اور شخصی یا سماجی وجہ سے باقاعدہ تعلیم مکمل کر سکتے۔ تعلیم ایک ایسا تدریسی نظام ہے جو اساتذہ اور طلباء کے مابین دو طرفہ نظام کے تحت جزوی یا مکمل طور پر معلومات اور مواصلاتی ٹیکنالوجی (آئی سی ٹی) کے ذریعہ تیار کیا گیا ہے۔

تعلیم کا لغوی مفہوم

تعلیم کا لفظ علم سے مشتق ہے اور نظام تعلیم پر مشتمل اداروں کی اہمیت معاشرے میں علم جیسے نور سے انسانیت کے قلوب واذہان کے منور ہونے سے لگائی جاسکتی ہے کہ علم سے منور کرنے والے اداروں میں ایک خاص مقام مدارسِ دینیہ کا ہے۔ مولوی فیروز الدین لکھتے ہیں:

"علم کا لغوی معنی، علم کا لغوی معنی ہے جاننا۔"

پھر حکماء کے نزدیک علم کی تعریف کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"حکماء کے نزدیک علم کی مشہور تعریف یہ ہے کہ شئے کی صورت کا عقل میں حاصل ہونا۔"[1]

محمد ابو بکر جمالی لکھتے ہیں:

"متکلمین کے نزدیک علم کی مشہور تعریف یہ ہے کہ عالم کے ذہن میں کسی چیز کا انکشاف ہونا۔"[2]

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ علم مومن کے قلب میں ایک نور ہے جو فانوس نبوت کے چراغ سے مستفاد ہوتا ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں، جب علم کا لفظ مطلقا بولا جائے تو اس سے مراد علم دین ہوتا ہے۔ اس کی متعدد اقسام ہیں۔

- 1۔ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا علم اس کو علم الاصل کہتے ہیں۔
- 2۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ چیزوں کا علم، اس میں علم نبوت اور اس کے احکام اللہ بھی داخل ہیں۔
- 3۔ کتاب وسنت کی نصوص اور ان کے معانی کا علم، اس میں مراتب نصوص، ناسخ ومنسوخ، اجتہاد، قیاس، صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کے اقوال کا علم اور ان کے اتفاق واختلاف کا علم بھی داخل ہے۔

---

[1] فیروز الدین، مولوی، فیروز اللغات، فیروز سنز لاہور، ص382

[2] جمالی، محمد ابو بکر، مولانا، اسلام میں علم کی اہمیت وافادیت اور عصرِ حاضر میں اس کی ضرورت، مرکز العلومِ اسلامیہ کراچی، 2008ء، ص13

○ 4۔ جن علوم سے کتاب و سنت کی معرفت اور احکام شرعیہ کا علم ممکن ہو، اس میں لغت عرب، نحو و صرف اور محاورات عرب کی معرفت شامل ہے۔[3]

اسلاف کے اسی طرز فکر اور طریقہ کار کی پیروی کرتے ہوئے ابھی ماضی قریب میں نظام تعلیم پر مشتمل اداروں کے ارباب حل و عقد نے ملک کے صاحب نظر علماء اور دینی علوم میں مہارت و تجربہ رکھنے والے اصحاب درس فضلاء کے مشورہ اور اتفاق سے مدارس دینیہ کے نصاب درس و نظام تعلیم میں مفید ترمیم اور حذف و اضافہ کیا ہے جس میں علوم کتاب و سنت کی بالادستی کو قائم رکھتے ہوئے تقاضائے وقت کے مناسب بعض ایسے علوم و فنون کا اضافہ کیا گیا ہے۔ جو پہلے نصاب میں شامل نہیں تھے۔

تعلیم میں لفظ تعلیم علم سے ماخوذ ہے جس کی وضاحت کر چکی ہوں اور ذیل میں علم سے ماخوذ لفظ تعلیم کا تعارف پیش کرتی ہوں کہ تعلیم کیا ہے؟ لفظ تعلیم اسی مادہ علم سے ہے باب تفعیل سے ہے اس کے معنیٰ ہیں علم دینا اور دوسروں کو سکھانا، اس کے معنوی مفہوم میں بار بار اور کثرت کی خبر دینا شامل ہے جس سے اس کا مفہوم متعلم کے ذہن میں محفوظ ہو جائے۔

تعلیم کیلئے انگریزی میں لفظ ایجوکیشن استعمال ہوتا ہے، جس کا معنی میں تعلیم و تربیت اور تہذیب شامل ہیں اور اس کا مصدر ایجوکیٹ ہے، جس کے معنی تربیت دینا۔ انسائیکلوپیڈیا آف ڈکشنریز میں لکھا ہے:

"تعلیم انسانی ذہن اور مختلف اعضاء کو مہذب و تربیت یافتہ بنانے کا نام ہے۔"[4]

جان ملٹن کہتا ہے:

"میرے نزدیک مکمل اور شریفانہ تعلیم وہ ہے جو انسان کو بحالت جنگ و امن اپنی اجتماعی و نجی زندگی کے فرائض دیانت و مہارت اور عظمت کے ساتھ ادا کرنے کے لیئے تیار کرتی ہے۔"[5]

ان سب کے باوجود ہمدردان ملت کا ایک طبقہ مدارس دینیہ کے رائج نظام تعلیم کو ناقص، غیر مفید اور ان کے فضلاء کو وقت کے تقاضوں کو پورا کرنے سے قاصر اور سماج کے لئے غیر نفع بخش بتاتا ہے، اور قوت کے ساتھ یہ تحریک چلا رہا ہے کہ مدارس دینیہ اپنے مقصد و موضوع اور طرز فکر و عمل کے برخلاف کتاب و سنت کو چھوڑ کر یا کم از کم انھیں ثانوی درجہ میں رکھ کر دیگر سرکاری و نیم سرکاری اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نہج پر اپنا نظام تعلیم و نصاب درس مرتب کریں۔ ہمارے مدارس کے انہی ناصحین کی کرم فرمائیوں سے شہ پاکر موجودہ حکومت مرکزی مدرسہ بورڈ کے عنوان سے مدارس کو یرغمال بنانے کے لئے جال بچھا رہی ہے جس میں پھنس کر مدارس اپنی اسلامی روح کو باقی نہیں رکھ پائیں گے۔ مدرسہ بورڈ کے قیام کا مقصد اصلی بھی یہی ہے کہ ان دین کے سرچشموں کے سوتوں کو بند یا کم از کم کسی طرح گدلا کر دیا جائے۔ پروفیسر سید محمد سلیم فرماتے ہیں:

"تعلیم لکھنے اور پڑھنے کا نام نہیں، اس کو تو خواندگی کہتے ہیں یہ تو ایک قسم کی ہنر مندی اور کاریگری ہے۔ یہ تو دنیا کی تمام قوموں میں مشترکہ پائی جاتی ہے۔ تعلیم صنعت و حرفت کا نام بھی نہیں اس کو تو کاردانی اور کارآموزی کہتے ہیں۔"[6]

تعلیم محض سائنس اور آرٹس کی معلومات حاصل کرنے کا نام بھی نہیں یہ تو معلومات کی ذخیرہ اندوزی ہے، تعلیم خواندگی، ہنرمندی اور معلومات اندوزی سے بہت اعلیٰ اور ارفع شئ ہے۔ تعلیم ایک خاص نظریہ حیات کو فروغ دینے کا نام ہے، مخصوص انداز فکر و نظر اختیار کر لینے کا نام ہے انسانی زندگی کے مختلف مظاہرات کو ایک خاص انداز کے برتنے کا نام ہے مظاہر کائنات کو ایک خاص رخ سے دیکھنے کا نام ہے، تعلیم قومی نظریہ حیات سے طالب علم کے ذہنوں کو مزین کر دینے کا نام ہے۔ دی انسائیکلوپیڈیا میں تعلیم کے بارے میں لکھا ہے:

> Distance education provides home-based educational courses to students who are unable to complete regular education due to employment, illness or any other personal or social reason. Some courses also have a limited number of contact classes and/or practical work, while in others students are only provided with course material and have to pass an exam.[7]

یعنی کہ تعلیمی نظام میں تعلیم ایسے طلبہ کو گھر بیٹھے تعلیمی کورس دستیاب کراتا ہے جو ملازمت، بیماری یا کسی اور شخصی یا سماجی وجہ سے ریگولر تعلیم مکمل کر پا رہے ہوں۔ کچھ کورسوں میں محدود تعداد میں رابطے کی نشستیں (Contact classes) اور/یا عملی کام (Practical work) بھی ہوتا ہے جبکہ کچھ اور کورسوں میں طلبہ کو صرف درسی مواد فراہم کیا جاتا ہے اور امتحان پاس کرنا ہوتا ہے۔

تعلیم کا اصطلاحی مفہوم

پروفیسر مرتضیٰ مسیک کا یہ تجزیہ مبنی بر صداقت ہے جب انہوں نے کہا کہ تعلیم کے اس دور میں انسانی رائے عامہ کو ہموار بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ ایک اہم ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتا ہے اور ہمیں دنیا ویسی ہی دکھاتا ہے جیسے وہ چاہتا ہے۔

> "Distance education (DE) is a term that describes all aspects of teaching and learning in which learners and teachers are separated by space and time. In fact, it is a way of delivering education to students who are not physically present in a traditional classroom setting[8].

"تعلیم (DE) ایک اصطلاح ہے جو درس و تدریس کے ان تمام امور کی وضاحت کرتی ہے جس میں سیکھنے والے اور اساتذہ کو جگہ وقت متعین کر دیا جاتا ہے۔ در حقیقت یہ طلبا کے لیے تعلیم کی فراہمی کا ایک طریقہ ہے جو کلاس روم کی روایتی ترتیب میں جسمانی طور پر موجود ہوتا ہے۔

تعلیم کا نظام یہ ایک ایسا تعلیمی نظام ہے جس کے ذریعہ خواہش مند طلبا کو ان کی دیگر مصروفیتوں کے ساتھ ساتھ پڑھنے اور سیکھنے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔ اس میں روایتی یا رسمی تعلیم کی موجودہ صورت حال کو ایک نیا رخ فراہم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اس کا ایک دستور عمل ہوتا ہے جس میں اساتذہ یا ادارے کے ذریعہ دور دراز علاقوں میں مقیم طلبا کو وہ تمام سہولتیں مہیا کرانے کی کوشش کی جاتی ہے دوران تعلیم جس کی ضرورت پڑتی ہے۔ تعلیم سیکھنے سکھانے کا ایک ایسا عمل ہے جس کی کوئی ایک تعریف نہیں کی جا سکتی، ماہرین تعلیم نے اس کی مختلف تعریفات کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں تعلیم کی کوئی مقرر تعریف نہیں۔ ملنر اے (Milner A) تعلیم کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

> Some refer to it as acquisition of knowledge, skills and attitudes. Some interpret it as formal schooling and some believe that education is training people's minds in a particular direction to bring about desired changes. Therefore, it is correct to say that all the definitions of education are partial and no definition is possible that covers all its aspects, if you ask any politician, craftsman, teacher,

SCRR

[3] جمالی، محمد ابو بکر، مولانا، اسلام میں علم کی اہمیت و افادیت اور عصر حاضر میں اس کی ضرورت، ص 13

[4] انسائیکلوپیڈیا آف ڈکشنریز، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور، 3/89

[5] پروفیسر سید، محمد سلیم، مغربی فلسفہ تعلیم، اردو ادب لائبریری، لاہور، ص 67

[6] پروفیسر سید، محمد سلیم، مغربی فلسفہ تعلیم، اردو ادب لائبریری، لاہور، ص 87

[7] The new encyclopedia Britania ,Chicago,1986 ,vol 6,P:203

[8] Prof, Murtaza Misik, Positive and negative aspects of distance education ,p320

philosopher and student about it. If you ask what is the meaning of education? You will be surprised to know the various interpretations and ideas of people. It is clear that there is no one universally popular definition of education[9].

کچھ لوگ اسے حصول علم ، مہارت اور رویوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ کچھ باضابطہ اسکولی تعلیم سے تعبیر کرتے ہیں اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ تعلیم مطلوبہ تبدیلیاں لانے کے لئے لوگوں کے ذہن کو ایک خاص سمت میں تربیت دیناہے۔اس لیے یہ کہنادرست ہے کہ تعلیم کی جتنی تعریفیں کی گئی ہیں سب جزوی ہیں اور اس کی کوئی ایسی تعریف ممکن نہیں جو اس کے تمام پہلوؤں کا احاطہ کرلے،اگر آپ کسی سیاستدان،کاریگر،استاذ،فلاسفر اور طالب علم سے اس بارے میں سوال کریں کہ تعلیم کا مطلب کیا ہے؟تو لوگوں کی متعدد تشریحات اور نظریات کو جان کر آپ کو حیرت ہوگی۔جس سے واضح ہوتا ہے کہ تعلیم کی عالمی سطح پر کوئی ایک مقبول تعریف نہیں ہے۔بلکہ مختلف افعال کے ساتھ اس کے مختلف مفاہیم ہوتے ہیں۔ڈاکٹر مظفر حسن ملک لکھتے ہیں:

"The English word education is derived from the Latin root educatio, which has a wide range of meanings including the upbringing of children, systematic instruction and methods for that purpose, character development, and mental training. . The word "Instruction" is also used in the meaning of teaching, teaching, instructions and commands[10].

"انگریزی کلمہ ایجو کیشن (Education)لاطینی مصدر ایجو کیشیو (Educatio) سے مشتق ہے،جس کے معانی کے وسیع سلسلوں میں،بچوں کی پرورش،منظم ہدایات نیز اس مقصد کے لیے طریق کار کا تعین،کردار کی نشو ونما اور ذہنی تربیت شامل ہیں۔انسٹر کشن،(Instruction) کا کلمہ بھی تعلیم و تدریس،پڑھائی،ہدایات اور احکام کے معانی میں مستعمل ہے۔

مارٹن ایلین(Martin alhum)نے تعلیم کا تعارف پیش کرتے ہوئے لکھا ہے:

The word education is derived from "knowledge", which means perception, consciousness, wisdom, cognition, observation, analysis and reflection. It is as if the term education is also a transfer of "knowledge" from one person to another, like education and instruction. It is used in the sense of the act of doing[11].

تعلیم کا کلمہ "علم" سے مشتق ہے،جس کے معانی میں ادراک،شعور،حکمت،معرفت،مشاہدہ،تجزیہ اور تفکر شامل ہیں۔گویا تعلیم کی اصطلاح بھی ایجو کیشن اور انسٹر کشن کی طرح "علم" کے ایک شخص سے دوسرے کو منتقل کرنے کے عمل کے معانی میں استعمال ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا اقتباس کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے۔کہ تعلیم انسان کے اندر،شعور،ادراک،حکمت اور معرفت کے ساتھ ساتھ انسان کو لکھنے پڑھنے کے قابل بناتی ہے۔جس کی وجہ سے وہ اپنی زندگی میں ان کمالات سے روشناس ہوتا ہے جس سے معاشرتی،معاشی،سیاسی اور تاریخی حالات سے واقفیت حاصل ہوتی ہے۔تعلیم و تعلّم سے ہی قوموں کے عروج وزوال کی تاریخ متعین ہوتی ہے۔ہمارے ملک ہندوستان میں تعلیم کی ایک قدیم اور توانا روایت رہی ہے۔ویدک زمانے میں طلبا اساتذہ کے گھر یا کسی شہرت کے حامل گھر میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے تھے۔ڈاکٹر اے۔ایس،الٹیکر گروکل (قدیم نظامِ تعلیم) کے حوالے سے لکھتے ہیں:

"The Gurukula system, which necessitated the stay of the student away from home at the house of a teacher or in a boarding house of established reputation, was one of the most important features of ancient Indian education."[12]

مذکورہ بالا اقتباس سے قدیم ہندوستان کی طرز تعلیم کا اندازہ ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم میں علم حاصل کرنے کے لیے اساتذہ کے گھروں یا اقامتی اداروں میں رہنا پڑتا تھا،جس کی زندہ مثال آج کے اسلامی مدارس اور دیگر اقامتی تعلیمی اداروں میں دیکھی جاسکتی ہے۔اس کے برعکس نظام تعلیم نے آج ہر خواہش مند طالب علم کو اکناف عالم سے تعلیم حاصل کرنے کا اہل بناتا ہے۔ نظام تعلیم ملک میں علم کو فروغ دینے کی ایک بہترین کاوش ہے اس کے ذریعہ ان لوگوں تک معیاری تعلیم پہنچائی جاسکتی ہے جو کسی سبب تعلیم و تعلم میں پیچھے رہ گئے ہیں۔لیکن وسائل کی دستیابی کے باوجود عوام کے ایک بڑے طبقے کی تعلیم و تعلم کی دوری سے محسوس ہوتا ہے کہ لوگوں کو ابھی بھی تعلیم کی طرف راغب کرنے والے پروگرام کی ضرورت ہے۔

تعلیم وتربیت کا نظریہ از قرآن

نظام تعلیم کے اداروں میں پڑھا جانے والا علم وہنر اور علم و تعلیم چونکہ دونوں ایک دوسرے کیلیے جسم وروح کی مانند ہیں کہ اگر مدرسہ ہے اور تعلیم نہیں تو ایسے ہی ہے جیسے جسم ہے اور جان نہیں تو دونوں ایک دوسرے کیلیے لازم وملزوم ہیں اس لئے علم و تعلیم کے لئے ضرورت مدارس کی اہمیت کو مزید واضح کرنے میں اسے قرآن و حدیث کی روشنی میں تحقیقی نظر سے دیکھتاہوں۔تعلیم کی اہمیت اس طرح واضح ہے کہ جب فرشتوں سے رب کائنات نے فرمایا کہ میں زمین پر اپنا نائب بنانے والا ہوں،اس نائب اور خلیفہ کی اہمیت علم کی وجہ سے ہوئی کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو کئی اشیاء کے نام بتائے تو پوچھنے پر انہوں نے سب کا تذکرہ کر دیا تو یوں علم کی وجہ سے ان کی اہمیت بڑھ گئی۔

"قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَعِكْرِمَةُ وَقَتَادَةُ وَمُجَاهِدٌ وَابْنُ جُبَيْرٍ: عَلَّمَهُ أَسْمَاءَ جَمِيعِ الْأَشْيَاءِ كُلِّهَا جَلِيلِهَا وَحَقِيرِهَا."[13]

حضرت ابن عباس،عکرمہ،قتادہ،اور ابن جبیر[نے "وعلم اٰدم الاسمآء کلھا" کی تفسیر کرتے ہوئے یوں فرمایا: علمہ اسماء جمیع الاشیاء کلھا جلیلھا و حقیرھا (القرطبی) یعنی اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو چھوٹی بڑی تمام اشیاء کے نام سکھا دیئے۔

اور خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ ان کو تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا جاتا۔نیز جب آدم علیہ السلام کے علم کی یہ کیفیت ہے تو حضور ﷺ کے علم کا کیا کہنا۔

دنیا کے تمام مذاہب و ادیان میں صرف اسلام ہی وہ دین ہے جس کو یہ فخر وشرف حاصل کہ اس نے اپنے ماننے والوں کیلیئے علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے۔پہلی وحی جو رسول کائنات حضرت محمد ﷺ پر غار حرا میں نازل ہوئی اس کا پہلا لفظ یہی ہے۔اقراء(پڑھو)یعنی علم حاصل کرو۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ خَلَقَ الْإِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اقْرَأْ وَرَبُّكَ الْأَكْرَمُ الَّذِي عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْإِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ﴾[14]

---

[9] Chamber's English Dictionary,chester Meblbourne,sudeny,P:885

[10] Dr. Muzaffar Hasan Malik , Education system of Pakistan and its requirements,P:252

[11] The new encyclopedia Britania,vol 6,P:203,Chicago,1986

[12] Dr. A. S., Altikergerukal ,Ancient Systems of Education,p219

[13] أبوعبداللہ محمد بن أحمد شمس الدين القرطبي، الجامع لأحکام القرآن، دار الکتب المصریۃ القاھرۃ، 1/282

[14] العلق 96:5

ہے حتیٰ کہ سمندر کی مچھلیاں اور کیڑے مکوڑے، خشکی کے درندے و جانور، آسمان اور اس کے ستارے ان کیلیئے بخشش کی دعا کرتے ہیں کیونکہ علم دل کو اندھے پن سے بچا کے رکھنے کے برابر اور اس کا درس رات کے قیام کے مساوی ہے، علم کے ذریعے ہی اللہ عزوجل کی عبادت و فرمانبرداری ہوتی ہے اسی سے اس کی توحید و بزرگی کا اقرار ہوتا ہے اسی کے ذریعے صلہ رحمی کی جاتی ہے علم امام اور عمل اس کا تابع ہے علم نیک بخت لوگوں کے دلوں میں ڈالا جاتا ہے اور بدبختوں کو اس سے محروم رکھا جاتا ہے۔"

علم کی فضیلت کسی سے پوشیدہ نہیں کیونکہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کے جوار رحمت تک رسائی ہوتی ہے۔ یہ ایسی ابدی سعادت اور سرمدی لذت ہے جس کی انتہاء نہیں اس میں دنیا کی عزت اور آخرت کی سعادت ہے۔ کیونکہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے اس لیے بندہ اپنے علم کے ذریعے اپنے اخلاق کو سنوار کر ابدی سعادت حاصل کر سکتا ہے اور دوسروں کو علم سکھانا ابدی سعادت کا سبب ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ»[16]

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

«عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ»[17]

"تم میں سے بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔"

«عَنِ ابْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: «الْإِيمَانُ عُرْيَانٌ , وَلِبَاسُهُ التَّقْوَى , وَمَالُهُ الْفِقْهُ , وَزِينَتُهُ الْحَيَاءُ»[18]

"سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا ایمان بے لباس ہے، اس کا لباس تقویٰ، اس کی زینت حیاء اور اس کا پھل علم ہے۔"

«عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ العِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتَّى يَرْجِعَ.»[19]

"جو علم کی تلاش میں نکلا وہ اللہ کے راستہ میں ہے"

«وَإِنَّ الْمَلَائِكَةَ لَتَضَعُ أَجْنِحَتَهَا رِضًا لِطَالِبِ الْعِلْمِ، وَإِنَّ طَالِبَ الْعِلْمِ، لَيَسْتَغْفِرُ لَهُ مَنْ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْمَاءِ»[20]

"بے شک فرشتے طالب علم کے دین کے کام سے راضی ہو کر اس کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں۔ اور طالب علم کے لیے زمین و آسمان کی تمام چیزیں یہاں تک کہ پانی میں مچھلیاں بھی دعائے مغفرت کرتی ہیں"

«عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ، قَالَ: قَالَ لِي رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «يَا أَبَا ذَرٍّ، لَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ آيَةً مِنْ كِتَابِ اللَّهِ، خَيْرٌ لَكَ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ مِائَةَ رَكْعَةٍ، وَلَأَنْ تَغْدُوَ فَتَعَلَّمَ بَابًا مِنَ الْعِلْمِ، عُمِلَ بِهِ أَوْ لَمْ يُعْمَلْ، خَيْرٌ مِنْ أَنْ تُصَلِّيَ أَلْفَ رَكْعَةٍ» [21]

"تمہارا صبح کے وقت علم کا ایک باب سیکھنے کے لیے جانا عمل کیا ہو یا نہ کیا ہو سو رکعت نفل نماز سے بہتر ہے۔"

«عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: " مَنْ يُرِدِ اللهُ بِهِ خَيْرًا يُفَقِّهْهُ فِي الدِّينِ»[22]

"حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا "اللہ تعالیٰ جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اسے دین کا فقیہ (عالم) بنا دیتا ہے۔"

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا "موت کے بعد مومن کو اس کے جن اعمال اور نیکیوں کا فائدہ پہنچتا ہے ان میں سے ایک علم بھی ہے جسے اس نے حاصل کیا اور لوگوں میں پھیلایا ہو۔"[23]

"آپ پڑھیے اپنے رب کے نام کے ساتھ جس نے (سب کو) پیدا فرمایا۔ پیدا کیا انسان کو جمے ہوئے خون سے۔ پڑھیے آپ کا رب بڑا کریم ہے۔ جس نے علم سکھایا قلم کے واسطہ سے۔"

اس آیت کریمہ کا ایک ایک لفظ ظاہر کر رہا ہے کہ اسلام میں علم کی اہمیت کس درجہ ہے کہ ایک ہی مقام پر دوبار علم حاصل کرنے کا حکم دیا پھر اس احسان کا بھی اظہار فرمایا کہ یہ اس کا کرم ہے کہ اس نے انسان کو علم عطا فرمایا اور لکھنا بھی سکھایا۔

یہ امر کسی سے مخفی نہیں ہے کہ ہمارے ملک، برصغیر پاک و ہند کے پورے علاقے کی دینی درسگاہوں بلکہ سرکاری سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں بھی، قرآنِ کریم کی تعلیم و تدریس کا جو طریقہ عرصہ ٔدراز سے رائج چلا آ رہا ہے، وہ 'ترجمہ قرآنِ کریم' کے نام سے معروف ہے۔ یہ بچوں کی ابتدائی تعلیم کے مرحلے میں تین چار سال تک جاری رہتا ہے۔ اور اس کی تدریس یوں ہوتی ہے کہ درس کے آغاز پر ایک طالبعلم مقررہ آیات تلاوت کرتا ہے، پھر معلم ان آیاتِ کریمہ کا اپنی مقامی زبان اُردو، پشتو یا سندھی وغیرہ میں ترجمہ سکھاتا ہے۔ وہ ان کا ترجمہ کرتے ہوئے ان میں مذکور مشکل الفاظ اور تراکیب کی حسبِ ضرورت تشریح بھی کرتا جاتا ہے۔ طلبہ اور طالبات اس ترجمہ اور تشریح کو نہایت توجہ اور انہماک سے سنتے ہوئے یاد کر لیتے ہیں۔ کچھ مدرّسین اور شیوخ خصوصاً تفسیر قرآن کے مرحلے میں قرآنی مطالب کی تفسیر کو اِملا بھی کرا دیتے ہیں۔

تعلیم وتربیت کا نظریہ از حدیث

حضرتِ سیدنا معاذ بن جبل τ سے علم سے متعلق ایک روایت منقول ہے:

«عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ قَالَ: «تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ؛ فَإِنَّ تَعَلُّمَهُ لِلَّهِ تَعَالَى خَشْيَةٌ، وَطَلَبَهُ عِبَادَةٌ، وَمُذَاكَرَتَهُ تَسْبِيحٌ، وَالْبَحْثَ عَنْهُ جِهَادٌ، وَتَعْلِيمَهُ لِمَنْ لَا يَعْلَمُ صَدَقَةٌ، وَبَذْلَهُ لِأَهْلِهِ قُرْبَةٌ؛ لِأَنَّهُ مَعَالِمُ الْحَلَالِ وَالْحَرَامِ، وَمَنَارُ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَالْأُنْسُ فِي الْوَحْشَةِ، وَالصَّاحِبُ فِي الْغُرْبَةِ، وَالْمُحَدِّثُ فِي الْخَلْوَةِ، وَالدَّلِيلُ عَلَى السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ، وَالسِّلَاحُ عَلَى الْأَعْدَاءِ، وَالدِّينُ عِنْدَ الْأَجِلَّاءِ، يَرْفَعُ اللهُ تَعَالَى بِهِ أَقْوَامًا، وَيَجْعَلُهُمْ فِي الْخَيْرِ قَادَةً وَأَئِمَّةً، تُقْتَبَسُ آثَارُهُمْ، وَيُقْتَدَى بِفِعَالِهِمْ، وَيُنْتَهَى إِلَى رَأْيِهِمْ، تَرْغَبُ الْمَلَائِكَةُ فِي خِلَّتِهِمْ، وَبِأَجْنِحَتِهَا تَمْسَحُهُمْ، يَسْتَغْفِرُ لَهُمْ كُلُّ رَطْبٍ وَيَابِسٍ، حَتَّى الْحِيتَانُ فِي الْبَحْرِ وَهَوَامُّهُ، وَسِبَاعُ الطَّيْرِ وَأَنْعَامُهُ، لِأَنَّ الْعِلْمَ حَيَاةُ الْقُلُوبِ مِنَ الْجَهْلِ، وَمِصْبَاحُ الْأَبْصَارِ مِنَ الظُّلْمِ، يَبْلُغُ بِالْعِلْمِ مَنَازِلَ الْأَخْيَارِ، وَالدَّرَجَةَ الْعُلْيَا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ. وَالتَّفَكُّرُ فِيهِ يَعْدِلُ بِالصِّيَامِ، وَمُدَارَسَتُهُ بِالْقِيَامِ، بِهِ تُوصَلُ الْأَرْحَامُ، وَيُعْرَفُ الْحَلَالُ مِنَ الْحَرَامِ، إِمَامُ الْعُمَّالِ، وَالْعَمَلُ تَابِعُهُ، يُلْهَمُهُ السُّعَدَاءَ، وَيُحْرَمُهُ الْأَشْقِيَاءِ»[15]

"حضرت سیدنا معاذ بن جبل علم سیکھنے اور سکھانے کی فضیلت کے بارے میں مرفوع حدیث بیان فرماتے ہیں کہ علم حاصل کرو کیونکہ علم کا سیکھنا خشیت الٰہی کا باعث ہے، اس کی تلاش عبادت، اس کا درس تسبیح، اس کی جستجو کرنا جہاد، اس کی تعلیم دینا صدقہ اور علم کو اس کے اہل تک پہنچانا قرب (نیکی) ہے۔ علم تنہائی اور خلوت کا دوست، خوشی اور غمی میں رہنما، دوستوں میں نائب، اقربا میں قریب اور جنت کے راستے کا مینار ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بہت سی قوموں کو بلندی عطا فرما کر بھلائی کے کاموں میں قائد اور ہادی بنا دیتا ہے جن کی اقتداء کی جاتی ہے وہ اچھے کاموں میں رہنما ہوتے ہیں ان کے نقش قدم کی پیروی کی جاتی ہے اور ان کے افعال کی قدر کی جاتی ہے فرشتے ان کی صحبت میں رغبت رکھتے ہیں اور انہیں اپنے پروں سے ڈھانپتے ہیں ہر خشک و تر چیز ان کے لیے استغفار کرتی

---

15 مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، (الرقم الحديث:16849)، 64/28

16 أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، دار إحياء الكتب العربية، (الرقم الحديث:224)، 81/1

17 أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، (الرقم الحديث:412)، 71/1

18 أبو بكر بن أبي شيبة، ، المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد الرياض، (الرقم الحديث:35235)، 191/7

19 أبو عيسى محمد بن عيسى الترمذي، الجامع الكبير، دار الغرب الإسلامي بيروت، (الرقم الحديث:2647)، 325/4

20 أبو محمد عبد الله بن عبد الرحمن الدارمي، سنن الدارمي، دار المغني للنشر والتوزيع، (الرقم الحديث:354)، 161/1

21 سنن ابن ماجه، (الرقم الحديث:219)، 79/1

22 مسند الإمام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، (الرقم الحديث:16846)، 60/28

23 أبو عبد الله البخاري محمد بن إسماعيل، صحيح البخاري، دار طوق النجاة، (الرقم الحديث:71)، 8/1

"جو ہستی اشیائے عالم کے مراتب سے ناواقف ہو وہ ان اشیاء پر خلیفہ ہونے کی مستحق نہیں ہو سکتی"

آج علوم کی زبان انگریزی اور ترقی کا معیار عصری علوم ہے تو اس سے راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے ضروری ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کو اس سے آگاہ کیا جائے تاکہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے مقابلے میں ان کی ذہنی مرعوبیت کا خاتمہ ہو عہد رسالت وصحابہ میں دینی نصاب تعلیم کا ایک ہی باقاعدہ مضمون تھا اور وہ تھا قرآن حکیم یا حضرت عمر فاروق کی والدین کو یہ ہدایت سامنے آتی ہے کہ "اپنے بچوں کو تیراکی، شاہ سواری، مشہور ضرب الامثال اور اچھے اشعار سکھاؤ"[28] لیکن اس کے باوجود آج امت میں دو گروہ ہیں ایک اس کے قائل ہیں کہ عصری تعلیم نہ دی جائے۔ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ دور حاضر کی ضرورت ہے لہذہ عصری تعلیم حاصل کی جائے۔ دونوں کے دلائل پیش کروں گی۔

عصری تعلیم کا منفی نظریہ پر دلائل وتوجیہات

دینی اور عصری تعلیم کی تفریق

عصری تعلیم کا ایک منفی پہلو یہ ہے کہ دینی مدارس نے اپنا مقصد بنایا ہے: اچھے انسان پیدا کرنا، اس مقصد کے لئے اسلامی تعلیمات کو زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا اور ہر طرح کی آمیزش سے اس کو محفوظ رکھنا، مدارس کی یہ تحریک جس دور میں شروع ہوئی، اس وقت ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط تھا، ڈاکٹر خالد محمود صدیقی لکھتے ہیں:

> "انگریز نے یہاں کے قدیم نظام تعلیم کو ختم کر کے ایک نئے نظام تعلیم کی بنیاد رکھی تھی، اس نظام میں مذہبی تعلیمات اور اخلاقی اقدار کا کوئی گزر نہیں تھا؛ بلکہ اس میں دین بیزاری اور اخلاقی بندشوں سے آزادی کو نہایت ذہانت کے ساتھ شامل کر دیا گیا تھا۔"[29]

اس پس منظر میں علماء نے ایسے ادارے قائم کئے، جو خالصتاً دینی تعلیم کے تھے اور یوں آہستہ آہستہ عصری اور دینی تعلیم کی تفریق پڑتی گئی کیوں کہ عصری تعلیم کے لئے تو حکومت خود ہی ہر طرح کی سہولت فراہم کر رہی تھی، اس لئے مدارس کے نصاب میں جدید علوم پر زیادہ توجہ نہیں دی گئی، بنیادی توجہ دینی تعلیم پر کی گئی، پھر جب اس ملک سے انگریز چلے گئے تو اس کا منفی نتیجہ یہ نکلا کہ عصر حاضر میں مدارسِ دینیہ اور اسلامی ممالک کی حکومتوں کے درمیان ایک پھوٹ پڑ گئی اور مدارسِ دینیہ جو کہ کبھی اسلامی حکومتوں کے زیر تحت تھے یہ خود کفیل ہو کر رہ گئے۔

دینی علوم میں توجہ کا فقدان

دینی مدارس کے نصاب میں عصری علوم اور انگریزی زبان داخل کرنے کے بعض منفی پہلو بھی ہیں، اور اس سلسلہ میں دو باتیں خاص طور پر اہم ہیں۔ ایک یہ کہ جن اداروں میں اس کا تجربہ کیا جارہا ہے، وہاں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ایسا نصاب پڑھنے والے طلبہ نہ اچھے عالم بن سکے اور نہ عصری علوم میں کوئی کمال حاصل کر سکے اور یوں مدارس میں عصری تعلیم کے آنے سے دینی علوم کی طرف طلباء کے رجحان میں کمی واقع ہو گئی۔

ڈاکٹر کشور سلطانہ لکھتی ہیں:

> "طلباء کے رجحان کے فقدان کا یہ ایک بجا شکوہ ہے؛ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس بیماری کا علاج کیا جاسکتا ہے، اصل میں جن لوگوں نے اس طرح کے نصاب بنائے ہیں، عام طور پر ان کا تعلق عصری علوم سے تھا، انہوں نے نصاب میں توازن کا خیال نہیں رکھا، وہ اس بات پر کماحقہ توجہ نہیں دے سکے کہ کسی نصاب کے کامیاب ہونے کے لئے صرف یہ

27 محمد بن سعد، طبقات ابن سعد، اردو ترجمہ، نفیس اکیڈمی، کراچی 1981ء، 358/2

28 جاحظ، البیان والتبیین، مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، 2004ء، 92/2

29 صدیقی محمود خالد، ڈاکٹر، دینی مدارس کا نظام تعلیم، ص188

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا "انسان جب مر جاتا ہے تو اس کا عمل منقطع کر دیا جاتا ہے مگر تین چیزوں کا ثواب اسے مرنے کے بعد بھی ملتا رہتا ہے (1) صدقہ جاریہ (2) علم جس سے نفع حاصل کیا جاتا ہو (3) اولاد صالح جو اس کے لئے دعا کرتی ہو۔"[24]

اہل علم کا صرف یہی مقام و مرتبہ نہیں ہے کہ انہیں دنیا کی تمام چیزوں پر فضیلت دی گئی ہے اور اس کام میں وہ جب تک مصروف ہیں، اللہ تعالی کی تمام مخلوق اس کے لیے دعا کرتی رہتی ہے، بل کہ ان کا مقام و مرتبہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے رسولؐ نے انہیں انبیائے کرامؑ کا وارث اور جانشین قرار دیا ہے۔ جو کوئی حصول علم کی غرض سے راستہ طے کرے، اللہ تعالی اس کے سبب اسے جنت کی ایک راہ چلاتا ہے۔ فرشتے طالب علم کی خوشی کے لیے اپنے پر بچھا دیتے ہیں اور یقیناً عالم کے لیے آسمان اور زمین کی تمام چیزیں مغفرت طلب کرتی ہیں، یہاں تک کہ وہ مچھلیاں بھی جو پانی میں ہیں۔ عابد پر عالم کو ایسی فضیلت حاصل ہے جیسی چاند کو تمام تاروں پر۔ علماء پیغمبروں کے وارث ہیں۔ پیغمبروں نے ترکے میں نہ دینار چھوڑا ہے اور نہ درہم۔ انہوں نے تو صرف علم کو اپنے ترکے میں چھوڑا۔ پس جس کسی نے علم حاصل کیا اس نے ہی حصہ کامل پایا۔

مسجد نبوی ﷺ کی پہلی درس گاہ اور اصحاب صفہ پر مشتمل طالب علموں کی پہلی جماعت کے عمل نے جلد ہی اتنی وسعت اختیار کر لی جس کی مثال دینے سے دنیا قاصر ہے۔ آپؐ نے پہلے خود تعلیم و تربیت دی پھر دوسروں کو تعلیم و تربیت دینے کے لیے کامل افراد کا انتخاب فرما دیا، چناں چہ تعلیم و تربیت کا یہ سلسلہ آپؐ کی رحلت کے بعد بھی جاری وساری رہا۔ آپؐ کے منتخب کردہ، ان تربیت یافتہ معلمین نے درس و تدریس میں جس مہارت کا ثبوت دیا وہ آپؐ کی ہمہ گیر تربیت ہی کا نتیجہ ہے، جس کے اثرات تاقیامت رہیں گے۔

تاریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ علم و حکمت اور صنعت و حرفت کے وہ ذخائر جن کے مالک آج اہل یورپ بنے بیٹھے ہیں ان کے حقیقی وارث تو ہم لوگ ہیں، لیکن اپنی غفلت و جہالت اور اضمحلال و تعطل کے سبب ہم اپنی خصوصیات کے ساتھ اپنے تمام حقوق بھی کھو بیٹھے ہیں۔

نوجوانوں کی عصری اعتبارات سے تعلیم و تربیت میں اسلامی نظریہ

حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی سیرت سے عصری علوم یعنی وہ علوم جو اس وقت کی ضرورت ہوں وہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھائے ہیں۔ جس کا ثبوت تاریخ اسلام میں آج بھی موجود ہے جیسا کہ جدید علوم کے حصول کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ

«تَعَلَّمُوا مِنْ هَذِهِ النُّجُومِ مَا تَهْتَدُونَ بِهِ فِي ظُلْمَةِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ»[25]

"علم نجوم حاصل کرو تاکہ خشکی و تری کے راستے دریافت کرنے میں آسانی ہو"

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے کہ

«تَعَلَّمُوا الرَّمْيَ»[26]

"تیر اندازی سیکھو"

عصری تعلیم کے حوالے سے جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور حکم اقراء کے فیضان سے علوم و فنون، فقہ و فلسفہ، مثالی تہذیب و تاریخ اور سائنس و ٹیکنالوجی کا آغاز ہوا اور دنیا علمی تہذیبی و ثقافتی حوالے سے نئے دور میں داخل ہوئی اور امت مسلمہ کئی صدیوں تک تعلیم، تہذیب و ثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کی امام رہی۔

یہ ہیں عصری تعلیم کے فوائد جن سے صرف نظر نہیں کی جاسکتی اسی طرح شیخ طنطاوی اشیاء کے علوم سے واقفیت کی اہمیت اور فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"فمن لم يقدر معرفة مراتب الاشياء لا يستحق اى يكون خليفة عليها"[27]

24 ایضاً

25 أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان، الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد الرياض، (الرقم الحديث 25659)۔ 240/5

26 ایضا

بات کافی نہیں ہے کہ وہ اچھے مضامین پر مشتمل ہو؛ بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ وہ قابل عمل ہو"[30]

اگر مدارس اسلامیہ کے مروجہ نصاب کے تمام مضامین کے ساتھ ساتھ عصری درسگاہوں کا مروجہ پورا نصاب پڑھانے کی کوشش کی گئی تو یہ غیر متوازن نصاب ہو گا، اور یقیناً مفید کے بجائے مضر ہو جائے گا۔

"حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی ؒ نے بعض معترضین کے جواب میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے

" زمانۂ واحد میں علوم کثیرہ کی تحصیل سب علوم کے حق میں باعث نقصانِ استعداد رہتی ہے"[31]

لیکن اگر عصری مضامین کو توازن کے ساتھ شامل کیا جائے اور ایسا نصاب نہ ہو جو طلبہ کے لئے ناقابل برداشت بوجھ بن جائے تو ان نقصانات سے بچا جا سکتا ہے؛ چنانچہ گذشتہ چودہ پندرہ سالوں سے برصغیر کے بعض مدارس میں اس کا کامیاب تجربہ کیا جا رہا ہے، اور اس کے بہتر نتائج سامنے آ رہے ہیں اور ان بہتر نتائج کے ساتھ ساتھ منفی پہلو نصاب کو متاثر کر رہے ہیں۔

احساسِ کمتری

مدارسِ دینیہ میں عصری تعلیم کا ایک منفی پہلو یہ بھی ہے کہ دینی مدارس کے بعض فضلاء جب عصری تعلیمی اداروں میں جاتے ہیں تو ان کی شکل وصورت اور سوچ بدل کر رہ جاتی ہے اور دوسروں کو عصری تعلیم میں ماہر دیکھ کر ان کے اندر احساس کمتری پائی جاتی ہے، اور مدارس کی سالہا سال کی محنت رائیگاں ہو جاتی ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کے دو بنیادی اسباب ہیں۔

ڈاکٹر کشور سلطانہ لکھتی ہیں:

"مدارس کے یہ فضلاء انگریزی زبان اور عصری علوم سے بالکل ہی نابلد ہوتے ہیں۔ اس لئے جب وہ عصری اداروں میں جاتے ہیں تو احساس کمتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، وہ ایک طرح کی مرعوبیت کا شکار بن جاتے ہیں، اور یہ انسانی فطرت ہے کہ جب آدمی کسی شخص یا حلقہ سے مرعوب ہوتا ہے تو اس کو اپنی ہر چیز حقیر نظر آنے لگتی ہے، اور وہ چاہتا ہے کہ وہ اس کی ہر ایک چیز کو اپنا لے، خواہ وہ اچھی ہو یا بُری، اگر مدارس کے فضلاء پہلے سے ایک حد تک عصری علوم سے واقف ہوں تو وہ ان شاء اللہ اس صورت حال سے محفوظ رہیں گے، ادھر کچھ عرصہ سے مختلف مدارس میں فراغت کے بعد انگریزی زبان کا کورس شروع ہوا ہے، یہ فضلاء ماشاء اللہ اپنی پوری پہچان کے ساتھ عصری اداروں میں داخل ہو رہے ہیں، اور وہ نہ صرف احساسِ کمتری سے محفوظ ہیں؛ بلکہ ان کی خود اعتمادی میں اضافہ ہوا ہے"[32]

اس احساسِ کمتری کی بدولت اگر کوئی طالب علم آٹھ سال دس سال پڑھ کر عصری تعلیم کے اداروں میں جائے اور وہ چند مہینوں میں تبدیل ہو جائے تو مدارس کے ذمہ داران کا فریضہ ہے کہ وہ اپنے نظام تربیت کا بھی جائزہ لے کہ ضرور ہمارے نظام تربیت میں کچھ کمی پائی جاتی ہے اور اس کی اصلاح کریں۔ اس لئے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دینی مدارس میں انگریزی زبان اور عصری تعلیم کے بعض منفی پہلو بھی سامنے آئے ہیں؛ لیکن وہ ناقابل علاج نہیں ہیں، ہم بہتر تعلیم وتربیت کے ذریعہ ان کا تدارک کر سکتے ہیں۔

منفی پہلو اور اقبال کے نظریات

قدیم دینی مدارس کی جامد، بے روح اور زمانہ کے تقاضوں سے ناآشنا تعلیم کے ساتھ اقبال جدید انگریزی تعلیم سے بھی نالاں تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ تعلیم سراسر مادیت پر مبنی تھی اور دین و مذہب سے اس کا کوئی واسطہ نہیں تھا اور اقبال چاہتے تھے کہ وہ انگریزی تعلیم کی کمی کو مدارس کی سطح پر لا کر پورا کریں۔

مادیت پرستی

ان کی نظر میں یہ نظامِ تعلیم دین کے خلاف ایک بہت بڑی سازش تھی جوانوں کو اعلیٰ اسلامی اقدار سے محروم کر رہی تھی۔ یہ تعلیم ضرورت سے زیادہ تعقل زدہ تھی اس نے الحاد اور بے دینی پھیلانے کی بھرپور کوشش کی ہے جسے اقبال نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں:

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ
ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ
اور یہ اہلِ کلیسا کا نظامِ تعلیم
ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف[33]

انگریز کی تعلیم کی بنیاد ہی مادیت پرستی ہے وہ عقل پرستی، تن پروری، تعیش و آرام کی دلدادگی کا سبق دیتی ہے اس سے مسلمان نوجوانوں کے عقائد متزلزل ہو جاتے ہیں مغربی تہذیب کی اندھی تقلید ان سے ان کا نصب العین چھین لیتی ہے اور انہیں اندھیروں میں بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتی ہے

مقاصد سے غفلت

عصری تعلیم کے بارے میں کہتے ہیں کہ یہ بے دینی اور الحاد انہیں احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیتی ہے اور ان شاہین بچوں کو خاکبازی کا سبق دے کر انہیں توحید کے نظریہ سے دور لے جاتی ہے۔

بقول اقبال:

گلا تو گھونٹ دیا اہلِ مدرسہ نے ترا
کہاں سے آئے صدا لا الٰہ الا اللہ
شکایت ہے مجھے یارب خُداوندانِ مکتب سے
سبق شاہین بچوں کو دے رہے ہیں خاکبازی کا
ترے صوفے ہیں افرنگی، ترے قالین ایرانی
لہو مجھ کو رلاتی ہے جوانوں کی تن آسانی

اقبال کہتے ہیں کہ تعلیم کی روح بلند مقاصد سے خالی ہے اس کا نصب االعین صرف معاش کا حصول ہے اور یہ نوجوانوں کو پیٹ کا غلام بنا کر اسے دنیاوی لذتوں میں اُلجھا دیتی ہے اس طرح بلند مقاصد سے وہ بالکل عاری ہو جاتے ہیں۔

[30] کشور، سلطانہ ڈاکٹر، پاکستان کا نظام تعلیم ایک جائزہ، ص 71
[31] ایضاً
[32] کشور، سلطانہ ڈاکٹر، پاکستان کا نظام تعلیم ایک جائزہ، ص76
[33] صغیر، انجم، ڈاکٹر، اقبال کا نظریہ تعلیم، ص79

SCRR

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت
جبریل
خودی ہو عشق سے محکم تو صور
اسرافیل

تعلیمی معیار میں کمی

عصری تعلیم کے بارے میں فرماتے ہیں کہ یہ ایسی تعلیم جو اقبال کے اس معیار پر پوری اُترنے والی نہیں ہو سکتی،اور وہ کیا ہو سکتی ہے اس سلسلہ میں اقبال نے خواجہ غلام حسین کے نام اپنے ایک "خط" میں وضاحت کی ہے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں:

"علم سے میری مراد وہ علم ہے جس کا دارومدار حواس پر ہے عام طور پر میں نے علم کا لفظ انہی معنوں میں استعمال کیا ہے اس علم سے ایک طبعی قوت ہاتھ آتی ہے۔اور عصری تعلیم جس کو دین کے ماتحت رہنا چاہیے اگر دین کے ماتحت نہ رہے تو محض شیطانیت ہے ۔"[36]

عصری تعلیم سے کامل ایمان ممکن نہیں کہ یہ مدارسِ دینیہ میں ہو کیونکہ علم کے حصول کے دو ذریعے ہیں ایک علم وہ ہے جو عقل اور حواس کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے اور دوسرا وہ جس کی بنیاد ایمان اور وجدان پر ہے۔ اقبال کے نزدیک یہ دونوں باہم متصادم نہیں ہیں۔ بلکہ ان دونوں کا ارتباط ضروری ہے۔اور اسی لئے عصری تعلیم سے ایمان میں کمی رہ جاتی ہے۔

بقول اقبال کے:

جوہر میں ہو لا الہ تو کیا خوف
تعلیم ہو گو فرنگیانہ
علم از سامان حفظ زندگی است
علم از اسبابِ تقویم خودی است

انسانیت کے بلند منصب کے لیے ضروری، کتابی علوم کے علاوہ بزرگوں اور ان کے فیضانِ نظر کی تاثیر ہی وہ چیز ہے جو انسان کے قلب و نظر کی پرورش اور روشنی کے لیے لازمی چیز ہے اس کے بغیر مکتب کی تعلیم عموماً نامکمل اور بے فائدہ رہتی ہے۔اور صاحب قلب و نظر بزرگوں کی ایک نگاہ بعض اوقات ایسا کام کر جاتی ہے جو مدتوں کی مکتبی تعلیم بھی نہیں کر سکتی۔

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی
کرامت تھی
سکھائے کس نے اسماعیل کو آداب
فرزندی!

دینی وعصری تعلیم

اقبال کے نزدیک دینی و عصری تعلیم دونوں الگ الگ مضمون نہیں بلکہ ایک ہی مضمون کے دو حصے ہیں کیوں کہ قرآن نے بار بار مسلمانوں کو مطالعہ کائنات اور تسخیر فطرت کی دعوت دی ہے اقبال کے خیال میں دینی علوم، خدا، کائنات اور انسان تینوں کے مجموعی تشخص پر مشتمل ہیں اور انہیں الگ الگ نہیں کیا جا سکتا اسی تصور کے زیر اثر اقبال نے ایک ایسے نظامِ تعلیم کا خاکہ پیش کیا ہے جس میں دین، سائنس اور حکمت کو ایک واحد مضمون کی حیثیت سے دیکھا گیا ہے اور یہی تصور اقبال مسلمان بچوں کو دے رہے ہیں۔

جوانوں کو میری آہ سحر دے

وہ علم نہیں زہر ہے احرار کے حق
میں
جس علم کا حاصل ہو جہاں میں دو
کفِ جو
عصر حاضر ملک الموت ہے تیرا
جس نے
قبض کی روح تری، دے کے تجھے
فکر معاش
فیض فطرت نے تجھے دیدہ شاہیں
بخشا
جس میں رکھ دی ہے غلامی نے نگاہِ
خفاش[34]

علامہ اقبال کہتے ہیں کہ مغربی تعلیم نوجوانوں کو اپنی قومی تاریخ وروایات سے بیگانہ کر کے مغربی طرز معاشرت رفتار و گرفتار اور طرزِ حیات کا دلدادہ بنا دیتی ہے۔اور مغرب کے جھوٹے معیار، جھوٹے نظریات اور جھوٹی اقدار کی چمک دمک ان کی نگاہوں کو خیرہ کر دیتی ہے اس طرح وہ اپنی فطری حریت، دلیری، شجاعت اور بلند پروازی کو چھوڑ کر ایک احساسِ کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ مغرب کی بھونڈی تقلید کی کوشش میں وہ مغرب کی خرابیوں کو اپنا لیتے ہیں اور خوبیوں کو چھوڑ دیتے ہیں۔

تربیت میں کمی

علامہ اقبال انگریزی عصری تعلیم کی حالتِ زار بیان کرنے کے بعد مدارس میں عصری تعلیم و تربیت پر زور دیتے ہیں کہ مروجہ دینی اور مغربی نظامہائے تعلیم کو رد کرنے کے بعد اقبال اپنی قوم کے نوجوانوں کے لیے ایک ایسے نظامِ تعلیم کے خواہاں ہوتے ہیں جو ان کی خودی کی تربیت کر سکے ان کا فلسفہ تعلیم ان کے فلسفہ خودی کے تابع ہے۔ اور ایسی توقع وہ مدارسِ دینیہ میں عصری تعلیم پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ مدارس اس میں اپنا کردار ادا کریں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ نے "اقبال کے تعلیمی نظریات " میں اس سلسلہ میں کہا ہے:

"اقبال نے اپنے نظریہ تعلیم میں طریق کار کا سلسلہ تربیت خودی پر بنی کیا ہے خودی کی تربیت کے لیے ایک ایسا نظام درکار ہے جس میں کلیت پائی جائے جس میں حواس کی تربیت، وجدان اور جذبے کی تربیت کا پہلو بھی ہو اور ان روحانی رشتوں کا احساس بھی جو نفسِ انسانی میں قدرت کی طرف سے پائے جاتے اور اس تربیت کی توقع مدارسِ دینیہ سے ہی کی جا سکتی ہے۔ اس تربیت خودی کے اس نظام کو اقبال نے "اسرار خودی" اور "رموز بے خودی" میں اچھی طرح بیان کیا ہے۔"[35]

اس طرح اقبال ایسی تعلیم کے حق میں ہیں جو خودی کی تربیت کرے اور اسے استحکام بخشے اور جو تعلیم ایسا نہ کر سکے وہ ان کے نزدیک نہ صرف بیکار ہے بلکہ نقصان دہ اور اس کا ازالہ مدارسِ دینیہ میں عصری تعلیم سے ممکن ہے۔

تعلیم کے تیزاب میں ڈال اس کی
خودی کو
ہو جائے ملائم تو جدھر چاہے اُسے
پھیر

34 صغیر، انجم، ڈاکٹر، اقبال کا نظریہ تعلیم، ص82

35 سید عبداللہ، ڈاکٹر، اقبال کے تعلیمی نظریات، اقبال اکیڈمی پاکستان، 1989ء، ص34

36 سید عبداللہ، ڈاکٹر، اقبال کے تعلیمی نظریات، اقبال اکیڈمی پاکستان، 1989ء، ص34

SCRR

پھر ان شاہین بچوں کو بال و پر دے
سبق پھر پڑھ صداقت کا عدالت کا
شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی
امامت کا

آخر تمام بحث کے عصری تعلیم مثبت اور منفی پہلوؤں کے بعد ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ اقبال کی نظر میں تعلیم کا حقیقی مقصد انسانی سیرت و کردار کی تعمیر کر کے اس کی تسخیرِ حیات کی صلاحیت کو تقویت پہنچانا ہے اور اس کے ساتھ ہی خدا، کائنات اور انسان کو ایک کلی نظام کی حیثیت سے دیکھنا ہے۔ چنانچہ محض مادی یا محض روحانی تعلیم کو مقصود ٹھہرا لینا درست نہیں، روح اور مادہ کو ایک دوسرے سے جدا نہیں کیا جا سکتا اور تعلیم کا فرض ہے کہ تن اور من دونوں کی ضروریات کو پیش نظر رکھے اور جسمانی اور روحانی تقاضوں کو یکساں اہمیت دے اس کے ساتھ ہی تعلیم کا مقصد انسان کو تسخیر کائنات کے لیے تیار کرنا بھی ہے اور اسے ایسے سانچے میں ڈھالنا بھی ہے کہ وہ خود کو مفید شہری بنا کر صالح معاشرے کو وجود میں لانے میں مدد دے اور تعلیم کا آخری اور بڑا مقصد خودی کی تقویت اور استحکام ہے۔[37]

عصر تعلیم کے مثبت نظریات پر دلائل و توجیہات

مدارسِ دینیہ میں عصری تعلیم کے بارے میں جہاں تک اسلامی نقطۂ نظر کی بات ہے تو یہ بات بالکل واضح ہے کہ اسلام کسی بھی ایسے علم کا مخالف نہیں ہے، جو انسانیت کے لئے نفع بخش ہو؛ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:

« اللهم اني أسئلك علما نافعا [38]»

اے اللہ!" میں آپ سے ایسے علم کا سوال کرتا ہوں جو نافع ہو"

اور ایسے علوم جو اسلام سے متعلقہ نہیں تھے حضور ﷺ خود صحابہ کو سیکھنے کا کہتے تھے اس کی دو مثالیں۔

1–اول یہ کہ سیدنا زید بن ثابت کو جدید علوم سیکھنے کا کہا جیسا کہ عصری تعلیم کے حوالے سے جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو جب آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری ہوئی تو اس کے ساتھ ہی بنو نجار کے ایک بچے کی تعریف جب اہل محلہ نے آپ ﷺ کے سامنے تعریف کی کہ دس سے زیادہ سورتیں یہ بچہ یاد کر چکا ہے تو آپ ﷺ نے اس بچے سے تم یہود کی تحریر کو میرے لئے سیکھ لو۔ مراد یہ کہ ان کی زبان کو ایسا سیکھو کہ تم خود بولنا، لکھنا اور پڑھنا جان سکو۔ پھر اس بچے کا بیان ہے کہ:

"مَا مَرَّتْ بِيْ خَمْسَ عَشَرَةَ لَيْلَةً حَتَّى حَذَقْتُهُ"[39]

"پندرہ دن نہیں گذرے تھے کہ میں نے اس میں مہارت حاصل کر لی۔"

تاریخ اسلام میں اس بچے کا نام زید بن ثابت ہے جس نے عبرانی زبان بھی سیکھی اور بعد میں عبرانی زبان کے ترجمان بھی یہی تھے اور انہیں جواب لکھنے والے بھی۔

2–دوم یہ کہ حضور ﷺ کے دور میں قیدیوں سے عصری علوم سیکھے گئے کہ جو قیدی عصری علوم پر دسترس رکھتے تھے ان کو عصری تعلیم نے موت کے منہ سے نکال لیا کہ حضور ﷺ نے بدر کے قیدیوں کو مسلمان بچوں کو پڑھانے کا حکم دیا، اس پر علماء امت اس تعلیم سے مراد عصری تعلیم لیتے ہیں کیونکہ غیر مسلم، مسلمان کو اسلام کی تعلیم کیونکر اور کیسے دے سکتا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی پر وقار، متوازن اور تاریخی سیاست دنیا میں نہ کوئی لیڈر اور قائد کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ 17 رمضان المبارک کا معرکہ بدر نے مسلمانوں کی جو عالی شان تاریخ رقم کر دی ہے، فتح مکہ اس کا لازوال اجر و نتیجہ ہے۔ معرکہ بدر جہاں مسلمانوں کے لئے ترقی اور فخر کا باعث بنا وہاں عصری تعلیم کا روشن باب بھی کھلا۔

ڈاکٹر خالد محمود لکھتے ہیں:

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عصری تعلیم کی اہمیت کا آغاز اسیر ان بدر کو اس فرمان سے کیا۔ صحابہ کرام سے قیدیوں کے بارے میں مشورہ طلب کیا گیا تو حضرت عمر فاروق نے انہیں قتل کر کے دشمن کی قوت توڑنے کی تجویز پیش کی، حضرت ابو بکر ؓ نے فدیہ لے کر چھوڑ دینے کا مشورہ دیا۔ آنحضرت نے حضرت ابو بکر ؓ سے اتفاق کرتے ہوئے اسیر ان جنگ کو فدیہ لے کر چھوڑ دیا جو قیدی غربت کی وجہ سے فدیہ ادا نہیں کر سکتے تھے اور پڑھے لکھے تھے انہیں دس دس مسلمانوں کو پڑھنا لکھنا سکھانے کے عوض رہا کر دیا گیا۔ یوم بدر دنیاوی تعلیم کی اہمیت کا دن بھی ہے۔"[40]

مزید لکھتے ہیں:

"دین کا منبع و مرکز خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم تھے، آپ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرک قیدیوں سے عصری تعلیم دینے کی بات کی۔ اس ارشاد پاک سے نہ صرف عصری تعلیم کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے بلکہ عصری تعلیم کے حصول کے لئے غیر مسلموں کو صحابہ کرام اور ان کے بچوں کا اساتذہ بنایا گیا۔"[41]

اس طرح عصری علوم کے مثبت پہلو ثابت ہوتے ہیں کہ یہ علم نافع ہے اور نافع ہونا دو صورتوں کو شامل ہے، دین اور آخرت کے لئے نافع ہونا، دنیا میں انسان جن ضرورتوں سے دو چار ہیں، ان ضرورتوں کو حاصل کرنے میں نافع ہونا؛ اس لئے وہ تمام علوم جو کسی جہت سے انسان کو نفع پہنچاتے ہیں، اسلام کی نظر میں پسندیدہ علوم ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب ارشاد فرمایا:

« الكلمة الحكمة ضالة المؤمن»[42]

"علم وحکمت کی بات مومن کا گم شدہ اثاثہ ہے"

عصری تعلیم کے بارے میں بھی یہ کہہ سکتے ہیں کہ جیسے انسان اپنی گمشدہ چیز کے حاصل کرنے کا مشتاق رہتا ہے، یا خاندان کے گمشدہ عزیز کے پانے پر خوش ہوتا ہے، اسی طرح اگر کوئی علم وحکمت کی بات مسلمان کو حاصل ہو تو اسے شوق و محبت کے ساتھ اس کا استقبال کرنا چاہئے؛ اس لئے یہ بات بالکل واضح ہے کہ مفید عصری علوم کا حاصل کرنا پسندیدہ بات ہے، اور اسلام ہر گز اس کا مخالف نہیں ہے۔

لینگوئج سطح کے مثبت پہلو

عربی زبان کو یقیناً ایک خصوصیت اور عظمت حاصل ہے؛ کیوں کہ اسی زبان میں قرآن مجید نازل ہوا جیسا کہ قرآن میں ہی اس کی وضاحت ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿إِنَّا أَنْزَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾[43]

"اور ہم نے نازل کیا قرآن کو عربی میں تا کہ تم سمجھ سکو۔"

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن کے متعلق " قُرْآنًا عَرَبِيًّا" فرما کر یہ واضح فرما دیا کہ قرآن عربی ہے اور اسکی زبان عربی ہے

اسی طرح ایک دوسری آیت مبارکہ میں بھی فرمایا:

﴿إِنَّا جَعَلْنَاهُ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُونَ﴾[44]

"اور ہم نے اسے عربی زبان کا قرآن بنایا ہے تا کہ تم سمجھو۔"

37 سید عبد اللہ، ڈاکٹر، اقبال کے تعلیمی نظریات، ص36

38 ابن ماجة، أبو عبد الله محمد بن يزيد القزويني، سنن ابن ماجه، (الرقم الحديث924)،2/153

39 الشيباني، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (الرقم الحديث21108)،9/652

40 صدیقی محمود خالد، ڈاکٹر، دینی مدارس کا نظام تعلیم،، ص267

41 ایضاً

42 ترمذي، أبو عيسى محمد بن عيسى، سنن الترمذي، (الرقم الحديث2687)،3/412

43 یوسف 12:2

44 الزخرف 43:3

SCRR

اسی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات و معمولات محفوظ کئے گئے، اور اسلامی علوم کے سرمایہ کا بڑا حصہ اسی زبان میں محفوظ ہے۔ لیکن زبانیں سب کی سب اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی ہیں، اور اللہ کی نعمت ہیں، کوئی زبان حقیر نہیں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عبرانی یا سُریانی زبان سیکھنے کا حکم دیا کہ جب آپ ﷺ کی مدینہ تشریف آوری ہوئی تو اس کے ساتھ ہی بنو نجار کے ایک بچے کی تعریف جب اہل محلہ نے آپ ﷺ کے سامنے تعریف کی کہ دس سے زیادہ سورتیں یہ بچہ یاد کر چکا ہے تو آپ ﷺ نے اس بچے سے تم یہود کی تحریر کو میرے لئے سیکھ لو۔ مراد یہ کہ ان کی زبان کو ایسا سیکھو کہ تم خود بولنا، لکھنا اور پڑھنا جان سکو۔ پھر اس بچے کا بیان ہے کہ:

"مَا مَرَّتْ بِي خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً حَتَّى حَذَقْتُهُ"[45]

"پندرہ دن نہیں گذرے تھے کہ میں نے اس میں مہارت حاصل کر لی۔"

حالانکہ عبرانی زبان جو کہ یہودیوں اور عیسائیوں کی زبان تھی اور اسی طرح آج کے دور میں انگریزی یا دوسری مشرقی و مغربی زبانوں کی تعلیم و تعلم میں کوئی حرج نہیں ہے،

عصری تعلیم کے بارے میں سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

> "صحابہ کرام نے عصری علوم کی تعلیم جیسا کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فارسی النسل تھے، اور انہوں نے قرآن مجید کی بعض سورتوں کا فارسی میں ترجمہ کیا تھا، علامہ سید سلیمان ندوی نے عرب و ہند کے تعلقات میں لکھا ہے کہ بالکل ابتدائی دور میں عرب تجار ہندوستان میں تشریف لائے، اور انہوں نے مالابار کے علاقہ میں لوگوں کو اسلام کی دعوت دی، انہوں نے ایک ہندو راجہ کے مطالبہ پر قرآن مجید کا مقامی زبان میں ترجمہ بھی کیا، اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ مسلمانوں نے زبان کے معاملہ میں کسی تنگ نظری سے کام نہیں لیا، اور جہاں پہنچے، وہاں ان کی زبان اختیار کرتے ہوئے ان تک اللہ تعالیٰ کا دین پہنچایا، انگریزی زبان کا بھی یہی معاملہ ہے۔"[46]

بلکہ اگر غور کریں تو انگریزی زبان کے انٹرنیشنل حیثیت حاصل کر لینے میں خیر کا ایک بڑا اہم پہلو ہے؛ کیوں کہ پہلے زمانہ میں اگر پوری دنیا تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہوتا تو نہ جانے کتنی زبانیں سیکھنی ہوتیں، آج صرف انگریزی زبان سیکھ کر پوری دنیا تک اسلام کی دعوت پہنچائی جا سکتی ہے؛ اس لئے اسلام نہ کسی نافع علم کا مخالف ہے، اور نہ کسی زبان کا، اسلام صرف یہ چاہتا ہے کہ انسان اپنے علم کو انسانیت کی بھلائی کے لئے استعمال کرے اور زبان کو اچھی باتوں کی طرف دعوت کا ذریعہ بنائے۔

عصری تعلیم کے چند مثبت پہلو درج ذیل ہیں۔

- عصری تعلیم کا سب سے بڑا مثبت پہلو یہ ہے کہ کچھ دینی مدارس نے اپنا وجود بیرون ملک بھی منوالیا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے
- بہت سے شعبوں میں مدارس دینیہ کے طلباء عصری علوم کی بدولت بیرون ممالک میں مذہبی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔

اقبال نے عصری علوم اور مدارسِ دینیہ موضوع خاص بنایا اس لئے یہاں آپ کا نظریہ قابل ذکر ہے ۔ دینی مدارس میں عصری تعلیم کے مثبت اور منفی پہلو پر مسلم مفکرین نے اپنے اپنے انداز میں وضاحت پیش کی اور مسلم قوم کو بیدار کیا ان میں ایک نامور ہستی علامہ محمد اقبال ہے۔

عصری تعلیم کے مثبت پہلو اور اقبال کے نظریات

اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں دو نظام تعلیم ملک میں رائج تھے ایک تو قدیم دینی نظام تعلیم تھا جو مذہبی مدارس میں رائج تھا۔ یہ صدیوں سے ایک ہی ڈگر پر چلا آرہا تھا۔ وقت کے تقاضوں نے اس میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کی تھی اور اس کے باوجود اسے اپنی جگہ مکمل سمجھا جاتا تھا۔ دوسرا نظام عصری علوم کا نظام تھا جو جدید مفکرین کے افکار کی پیداوار تھی اس کا مقصد نوجوانوں کو حصولِ علم میں مدد دینے۔ انتظامی مشینری کے کل پرزے ڈھانچے کے علاوہ ایسی نسل تیار کرنا تھا جو اپنے ملک و قوم کی سربراہی کر سکے اور عالمی سطح پر در پیش مشکلات کا حل نکال سکے۔ دینی مدارس میں عصری تعلیم کے منفی پہلوؤں کا حل نکال سکے۔

عصری تعلیمی نصاب

اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تھا کہ قدیم دینی مدارس میں قرآن و حدیث کی تعلیم جس طریقہ سے دی جاتی ہے۔ وہ طلباء کو ارکانِ اسلام اور فقہی مسائل سے تو آگاہ کر دیتی ہے لیکن وہ دین کی روح سے آشنا نہیں ہوتے، مشاہدہ کائنات اور تسخیر کائنات کے مضامین کا ان کے نصاب سے کوئی تعلق نہیں ہے ان مدارس کے فارغ التحصیل طلباء زندگی کے گوناگوں مسائل کو سمجھنے اور انہیں حل کرنے کی صلاحیت سے عاری رہتے ہیں۔ اور بدلتے ہوئے زمانہ کے تقاضوں کا جواب نہیں دے سکتے۔

ڈاکٹر صغیر انجم لکھتے ہیں:

> "اس میں کوئی شک نہیں کہ اس نظام تعلیم نے کئی بڑے علماء بھی پیدا کیے جنہوں نے دینِ حق کو زندہ رکھنے کی خدمت انجام دی لیکن ان مدرسوں کے تربیت یافتہ زیادہ تر لوگ وہی تھے جنہیں "ملا" کہا جاتا ہے۔ اور جن کی خصوصیات میں تنگ نظری، تعصب، جہالت اور رجعت پسندی نمایاں رہی ہیں۔"[47]

لکھتے ہیں کہ اقبال نے "بال جبریل" میں ایک نظم "مُلا" انہی کو پیش نظر رکھ کر لکھی ہے:

میں بھی حاضر تھا وہاں ضبط سخن کر نہ سکا
حق سے جب حضرت مُلا کو ملا حکمِ بہشت
عرض کی میں نے الٰہی میری تقصیر معاف
خوش نہ آئیں گے اسے حور و شراب ولب کشت[48]

عصری تعلیم اور علماء امت

عصری تعلیم سے محروم علماء کرام سے اقبال اس لیے بیزار ہیں کہ اس کے پاس دین ہے دین کی حرارت نہیں، وہ دین کی روح سے بے گانہ ہو گیا ہے۔ اس کی نماز، روزہ، سب رسمی بن گئے ہیں اور حیات کے ان اعلیٰ مقاصد تک اس کی پہنچ نہیں رہی جو دین کا نصب العین ہیں بقولِ اقبال:

اُٹھا میں مدرسہ و خانقاہ سے غمناک
نہ زندگی، نہ محبت، نہ معرفت نہ نگاہ
تیری نماز میں باقی جلال ہے نہ جمال
تیری اذاں میں نہیں ہے مری سحر کا پیام
قوم کیا چیز ہے، قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بے چارے دو رکعت کے امام

45 الشیبانی، أبو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل، مسند الإمام أحمد بن حنبل، (الرقم الحدیث 21108)، 9/652

46 ندوی، سلیمان، ندوی، سید، مقالات ندوی، ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ، لاہور، ص78

47 صغیر، انجم، ڈاکٹر، اقبال کا نظریہ تعلیم، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1976ء، ص76

48 صغیر، انجم، ڈاکٹر، اقبال کا نظریہ تعلیم، مجلس ترقی ادب، لاہور، 1976ء، ص76

2. تعلیمی اداروں کی اہمیت اور معاشرے میں ان کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا تعلق نظام حیات میں علم کے نور سے انسانیت کو منور کرنا ہے۔
3. تعلیمی اداروں نے نہ صرف عصری بلکہ ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کے حقائق کا حق ادا کیا۔
4. ہر جدید دور اپنے جلو میں نئے نئے مسائل لے کر آتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی افکار ونفسیات میں بھی فرق آجاتا ہے۔
5. جدید علوم کی ترقیات اور سائنسی ایجادات واکتشافات دنیا کا رنگ بدلتے رہتے ہیں جس کے زیر اثر اس تغیر آباد عالم میں ان لازوال علوم کی امین وحامل امت کو نئے حالات وواقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔
6. ہر دور میں تعلیمی اداروں نے وقت کے تقاضوں کے تحت تعلیمی خانوں میں جو رنگ بھرا اور حذف واضافہ حک وترمیم کا جو بھی عمل کیا ۔
7. حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی سیرت سے عصری علوم یعنی وہ علوم جو اس وقت کی ضرورت ہوں وہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھائے ہیں۔
8. جس کا ثبوت تاریخ اسلام میں آج بھی موجود ہے جیسا کہ جدید علوم کے حصول کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "علم نجوم حاصل کرو تا کہ خشکی وتری کے راستے دریافت کرنے میں آسانی ہو۔
9. نبی کریم ﷺ نے ارشاد گرامی ہے کہ "تیر اندازی سیکھو۔
10. عصری تعلیم کے حوالے سے جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔
11. معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور حکم اقراء کے فیضان سے علوم و فنون، فقر وفلسفے، مثالی تہذیب و تاریخ اور سائنس و ٹیکنالوجی کا آغاز ہوا اور دنیا علمی تہذیبی و ثقافتی حوالے سے نئے دور میں داخل ہوئی اور امت مسلمہ کئی صدیوں تک تعلیم، تہذیب وثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کی امام رہی۔
12. عصری تعلیم کے فوائد جن سے صرف نظر نہیں کی جاسکتی اسی طرح شیخ طنطاوی اشیاء کے علوم سے واقفیت کی اہمیت اور فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"جو ہستی اشیائے عالم کے مراتب سے ناواقف ہو وہ ان اشیاء پر خلیفہ ہونے کی مستحق نہیں ہو سکتی۔
13. آج علوم کی زبان انگریزی اور ترقی کا معیار عصری علوم ہے تو اس سے راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے ضروری ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کو اس سے آگاہ کیا جائے۔
14. جدید تعلیم یافتہ طبقے کے مقابلے میں مدارس کے بچوں کی ذہنی مرعوبیت کا خاتمہ ہو عہد رسالت وصحابہ میں دینی نصاب تعلیم کا ایک ہی باقاعدہ مضمون تھا۔
15. حضرت عمر فاروق کی والدین کو یہ ہدایت سامنے آتی ہے کہ "اپنے بچوں کو تیراکی، شاہ سواری، مشہور ضرب الامثال اور اچھے اشعار سکھاؤ۔

تجاویز وسفارشات

اس تحقیقی مقالہ کے بعد درج ذیل تجاویز وسفارشات پیش کروں گی:

1. نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے ایسے ادارے جن سے انسان سیکھتا ہے اور علوم وفنون حاصل کرتا ہے علمی ماں کا درجہ رکھتے ہیں، نوجوانوں کو چاہیے جیسے ماں کی قدر کرتے ان کی قدر کریں۔
2. نوجوانوں کو ان کی تعلیم وتربیت کا نظام حیات علم کے نور سے منور کرنا ہے۔ اس نور کو ملک وقوم کے ہر فرد تک پہنچائیں۔

اقبال کو مدارس دینیہ سے جو توقع ہے اور ان کے علم کا جو تقاضا ہے وہ اپنی قوم کے نوجوانوں کی اصلاح اور صحیح تعلیم وتربیت ہے اس لیے وہ تمام تر مایوسی کے باوجود دعوت دیتے ہیں۔

خلاصہ تحقیق

تاریخ انسانی میں بغور دیکھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ہر دور میں انسانی نظام حیات میں تعلیم وتربیت کے ایسے ادارے جن سے انسان سیکھتا ہے اور علوم وفنون حاصل کرتا ہے اور آج کے دور میں ان میں ایک خاص نام تعلیمی نظام کے حامل اداروں کا ہے۔ تعلیمی اداروں کی اہمیت اور معاشرے میں ان کی ضرورت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ان کا تعلق نظام حیات میں علم کے نور سے انسانیت کو منور کرنا ہے۔ تعلیمی اداروں نے نہ صرف عصری بلکہ ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کے حقائق کا حق ادا کیا کیونکہ ظاہر ہے کہ قرآن وحدیث ایک لازوال وغیر متبادل حقائق ہیں۔ اسی کے ساتھ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ زمانہ ہر آن تغیر پذیر ہے اور ہر جدید دور اپنے جلو میں نئے نئے مسائل لے کر آتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی افکار ونفسیات میں بھی فرق آجاتا ہے، پھر جدید علوم کی ترقیات اور سائنسی ایجادات واکتشافات دنیا کا رنگ بدلتے رہتے ہیں جس کے زیر اثر اس تغیر آباد عالم میں ان لازوال علوم کی امین وحامل امت کو نئے حالات وواقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور تعلیمی اداروں نے علوم نبوت کے داعی ومحافظ ہونے کی حیثیت سے ہر دور کے تقاضوں اور اس کے چیلنج کا مقابلہ اس احتیاط سے کرنا پڑتا ہے کہ اصل مقصود پر آنچ نہ آنے پائے۔ ہر دور میں تعلیمی اداروں نے وقت کے تقاضوں کے تحت تعلیمی خانوں میں جو رنگ بھرا اور حذف واضافہ حک وترمیم کا جو بھی عمل کیا وہ اس چابکدستی احتیاط اور بالغ نظری کے ساتھ کیا کہ اصل امانت یعنی منصوص ومنقول کی پوری پوری حفاظت اور اس کی روح کی بقا کا کلی طور پر اہتمام کیا اور کسی جہت سے بھی علوم دینیہ اور عصریہ کی حیثیت اور مقام ومرتبہ کو مجروح نہیں ہونے دیا حضور ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو آپ کی سیرت سے عصری علوم یعنی وہ علوم جو اس وقت کی ضرورت ہوں وہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھائے ہیں۔ جس کا ثبوت تاریخ اسلام میں آج بھی موجود ہے جیسا کہ جدید علوم کے حصول کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "علم نجوم حاصل کرو تا کہ خشکی وتری کے راستے دریافت کرنے میں آسانی ہو" اسی طرح دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے کہ "تیر اندازی سیکھو" عصری تعلیم کے حوالے سے جب تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔ معلم انسانیت حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور حکم اقراء کے فیضان سے علوم وفنون، فقر وفلسفے، مثالی تہذیب وتاریخ اور سائنس وٹیکنالوجی کا آغاز ہوا اور دنیا علمی تہذیبی وثقافتی حوالے سے نئے دور میں داخل ہوئی اور امت مسلمہ کئی صدیوں تک تعلیم، تہذیب وثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کی امام رہی۔ عصری تعلیم کے فوائد جن سے صرف نظر نہیں کی جاسکتی اسی طرح شیخ طنطاوی اشیاء کے علوم سے واقفیت کی اہمیت اور فوائد بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:"جو ہستی اشیائے عالم کے مراتب سے ناواقف ہو وہ ان اشیاء پر خلیفہ ہونے کی مستحق نہیں ہو سکتی" آج علوم کی زبان انگریزی اور ترقی کا معیار عصری علوم ہے تو اس سے راہ فرار اختیار کرنے کی بجائے ضروری ہے کہ دینی مدارس کے طلباء کو اس سے آگاہ کیا جائے تاکہ جدید تعلیم یافتہ طبقے کے مقابلے میں ان کی ذہنی مرعوبیت کا خاتمہ ہو عہد رسالت وصحابہ میں دینی نصاب تعلیم کا ایک ہی باقاعدہ مضمون تھا اور وہ تھا قرآن حکیم یا حضرت عمر فاروق کی والدین کو یہ ہدایت سامنے آتی ہے کہ "اپنے بچوں کو تیراکی، شاہ سواری، مشہور ضرب الامثال اور اچھے اشعار سکھاؤ۔

نتائج وحاصلات

اس تحقیقی مقالہ کے درج ذیل حاصلات ونتائج ہیں:

1. نوجوانوں کی تعلیم وتربیت کے ایسے ادارے جن سے انسان سیکھتا ہے اور علوم وفنون حاصل کرتا ہے علمی ماں کا درجہ رکھتے ہیں۔

SCRR

3. تعلیمی اداروں نے نہ صرف عصری بلکہ ساتھ ساتھ قرآن وحدیث کے حقائق کا حق ادا کیا۔اس سے انسانیت کو آگاہ کیا جائے۔
4. جدید دور اپنے جلو میں نئے نئے مسائل لے کر آتا ہے وقت کے ساتھ ساتھ انسانی افکار ونفسیات میں بھی فرق آجاتا ہے۔اس لئے نوجوانوں کو چاہیے کہ ہر دور کے پیش آمدہ مسائل سے آگاہی حاصل کی جائے۔
5. سائنسی ایجادات واکتشافات دنیا کا رنگ بدلتے رہتے ہیں جس کے زیر اثر اس تغیر آباد عالم میں ان لازوال علوم کی امین وحامل امت کو نئے حالات وواقعات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔لہٰذہ سائنسی ایجادات کی طرف توجہ کی از حد ضرورت ہے تاکہ ملک و قوم کے تحفظ کو یقینی بنایا جائے۔
6. تعلیمی اداروں نے وقت کے تقاضوں کے تحت تعلیمی خانوں میں جو رنگ بھرا اور حذف و اضافہ حک وترمیم کا جو بھی عمل کیا اس میں مزید جدت پیدا کی جائے ۔
7. آپ ﷺ کی سیرت سے عصری علوم یعنی وہ علوم جو اس وقت کی ضرورت ہوں وہ حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو سکھائے ہیں۔آج علمائے امت کو چاہیے کہ اس شعور کو عام کیا جائے۔
8. تاریخ اسلام میں آج بھی موجود ہے جیسا کہ جدید علوم کے حصول کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ "علم نجوم حاصل کرو تاکہ خشکی وتری کے راستے دریافت کرنے میں آسانی ہو۔اسی منہج کو لیکر دینی مدارس میں بھی عصری تعلیم کو رواج دیا جائے۔
9. نبی کریم ﷺ نے ارشاد گرامی ہے کہ "تیر اندازی سیکھو۔جس سے اشارہ عالمی سطح پر ملک و قوم کے تحفظ کے اقدامات اٹھانا ہے۔لہٰذا ملک و قوم کے لے جدید حفاظتی اقدامات میں نوجوانوں کو شامل کیا جائے۔
10. تاریخ اسلام کا مطالعہ کیا جائے تو اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ سائنس اور ٹیکنالوجی میں مہارت مسلمانوں کے لیے ضروری ہے۔لہٰذا نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ جدید سائنس و ٹیکنالوجی میں ترقی کریں۔
11. حضرت محمد ﷺ کی بعثت اور حکم اقراء کے فیضان سے علوم وفنون، فقر وفلسفے، مثالی تہذیب و تاریخ اور سائنس و ٹیکنالوجی کا آغاز ہوا اور دنیا علمی تہذیبی و ثقافتی حوالے سے نئے دور میں داخل ہوئی اور امت مسلمہ کئی صدیوں تک تعلیم، تہذیب وثقافت، سائنس اور ٹیکنالوجی میں دنیا کی امام رہی۔آج بھی اس منہج کو لیکر آگے بڑھایا جائے۔
12. شیخ فرماتے ہیں:"جو ہستی اشیائے عالم کے مراتب سے ناواقف ہو وہ ان اشیاء پر خلیفہ ہونے کی مستحق نہیں ہوسکتی۔اس تناظر میں آج نوجوان نسل کو چاہیے کہ وہ ملکی ترقی اور خود مختاری کے لئے ہر شعبے میں محنت کرے۔
13. عصری اعتبارات سے نوجوانوں کو چاہیے کہ وہ زندگی کے کسی نہ کسی شعبہ میں ضرور محنت کر کے ملک و قوم کا سر فخر سے بلند کرنے اور اسلامی سوچ و فکر کو پروان چڑھائیں۔
14. وقت کے تقاضوں کے مطابق علوم وفنون حاصل کرنے کی اسلام مکمل حمایت کرتا ہے ان دلائل کو اخبارات میں شائع کیا جائے تاکہ اس کی متضاد فکر کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

SCRR